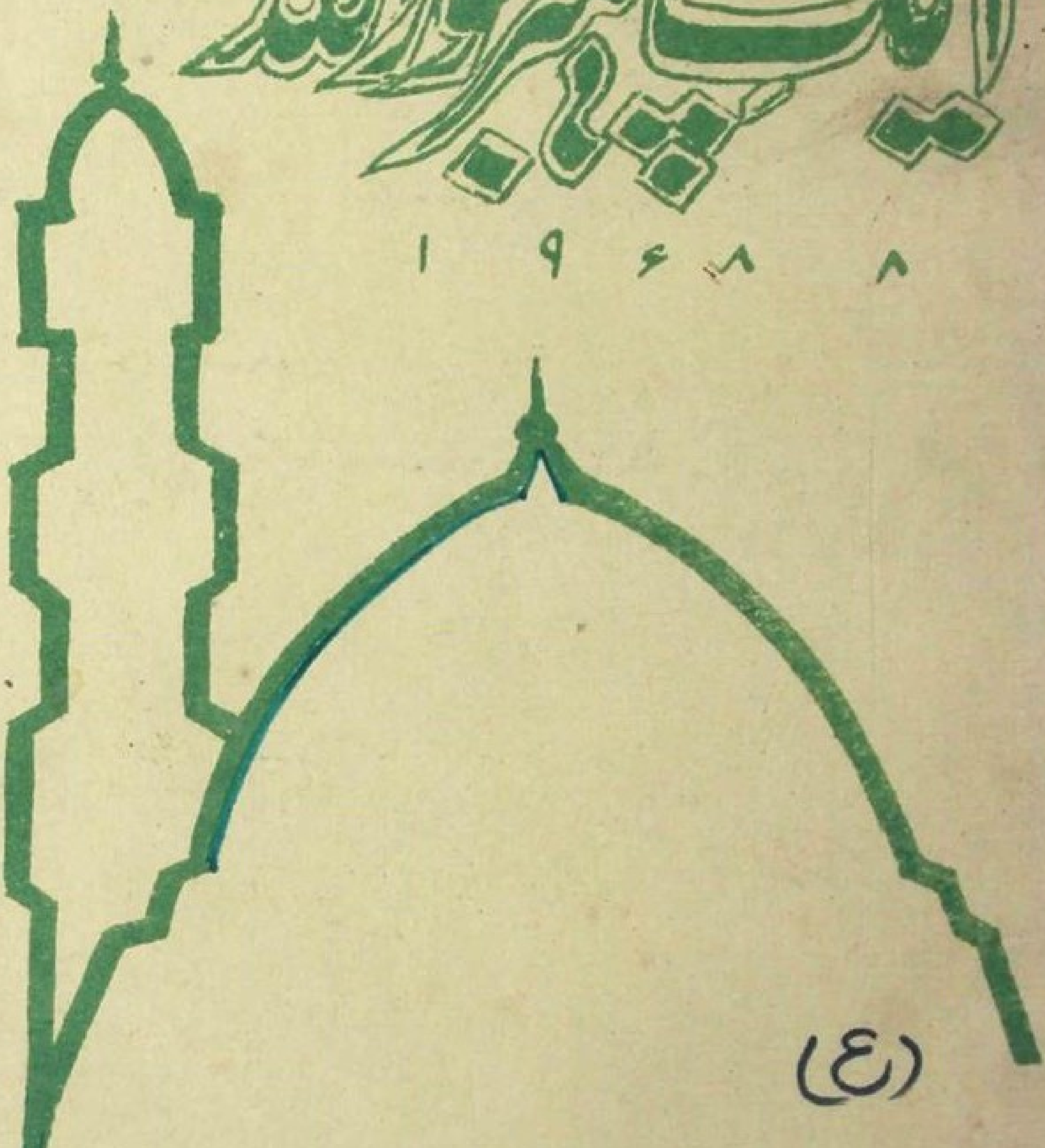
مرقعِ رسول

آیات پیغمبر نور اللہ

۱ ۹ ۶ ۸ ۸



(ع)

ڈاکٹر عقیل ہاشمی

مرقع رسول صلی اللہ علیہ وسلم از عقیل ہاشمی

۱۴۰۸ ہجری

ہے ذکر شاہِ دو جہاں اُمی رسولؐ کا
مربوط سلسلہ ہے نہ امکان ہے بھول کا

سیرت رسولِ پاک کی لکھی عقیلؔ نے
ہر شعر کہہ رہا ہے کہ ہیں پھول نور دل کا

یہ ہاشمی ہے کھول نہ تڑپا دل کا
بے شک یہ لختِ دل ہے علیؓ و بتولؓ کا

تاریخِ ہجری کیلئے ہاتف نے دی ندا
ہے روشنی صبح مرقع رسول کا

تاریخِ عیسوی کیلئے خیرؔ نے کہا
پُر نورِ گنجِ مخفی مرقع رسول کا

۱۹۸۸ء

نتیجۂ فکر

دلدار کجلا سید محمد مخدوم حسینی

۱۹۸۸ء

مرقعِ رسولؐ

آیاتِ پیغمبر نور اللہ

۱۹۸۸ء

ڈاکٹر عقیل ہاشمی
(ایم اے، پی ایچ ڈی عثمانیہ)

ناشر:- سرینہ اکیڈمی حیدرآباد
آندھرا پردیش

ہدیہ: چار روپیے

انتساب

استاد شفیق

حضرۃ العلامہ حافظ الطاف حسین صاحب قبلہ

مصحح دائرۃ المعارف (جامعہ عثمانیہ)

جن کی نظر لطف نے مجھے اس "محبت" سے بہرہ ور کیا

عقیل ہاشمی

تمہید

اضاف شاعری میں نعت کی اہمیت وافادیت مسلمہ ہی نہیں بلکہ محبت رسولؐ انام اور آپؐ سے اظہار عقیدت کا ایک اچھا قرینہ وسلیقہ ہے نیز اس کے ذریعہ حضور رحمتی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد محامد ومحاسن میں سے حسب استعداد وقابلیت، ظرف محبت ومودت ربط ونسبت کی خوبیوں کو بیان کیا جاسکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی مدح وثناء میں کتنی ہی آیتوں کا نزول فرمایا اور اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ قرآن حکیم سراپائے قدس ونعت کا مرقع ہے چنانچہ اس سے استفادہ کرتے ہوئے کتنے ہی عاشقان نبی آخرالزماںؐ اس صنف سخن کے ذریعہ قرب ومعیت کی دولت لازوال کے انعام سے متمتع ہوئے اصحابؓ کبار میں خصوصاً حضرت حسان ابن ثابت، حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ، وغیرہم کے علاوہ ائمہ، اولیاء اور شعراء حضرات سعدیؔ، قدسیؔ، جامیؔ، عرفیؔ، صائبؔ اور پھر محسن کاکوروی، امیر مینائیؔ، مائل دکھنی، شائقؔ، ضیاءؔ القادری، منور بدایونی، کیف بھوپالی، کامل شطاری، صدیقی نقشبندی وغیرہم جیسے جاں نثاران محمد عربی کے کلام معجز بیان سے اکتساب کرتے ہوئے اس بندۂ عاجز وعاصی نے بھی نعت آقائے نامدار رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

سے کچھ مناسبت پیدا کرنے کی سعی و کاوش کی ہے اور یہ بجز توفیق کردگار اور عطیہ سرکار سے جدا نہیں کہ مجھ جیسا کم سواد و بے مایہ بھی اپنے مرشد اعظم کے صفات حمیدہ کو رقم کرنے کے قابل ہوا۔ الحمد للہ زیر نگاہ سراپائے قدس "آیات پیغمبر لغیر اللہ"، سے قبل "ظہور قدسی"، کے عنوان سے ایک طویل نظم (مثنوی) شائع ہو چکی ہے لیکن اس بار، آنحضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہٹ کر محض حلیہ مبارک یعنی "مراقع رسول معدن احسان صلی اللہ علیہ وسلم"، کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اس ضمن میں شمائل ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث و سیر سے استنباط کیا گیا ہے۔ دوران مطالعہ، قرآن مجید (سورہ یٰسین اور چند وظائف پر مشتمل)، کے ایک قدیم مخطوطہ سنہ ۱۱۴۴ھ (ملوکہ محمد عطا اللہ خاں ایم اے عثمانیہ) میں بعنوان "در بیان صفت آفریدن بدن مبارک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم"، نظر سے گذرا، اس کے ماخذ، محرر اور کاتب کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی تاہم مذہب دملّا اس ڈھائی سو سالہ قدیم نسخہ میں حضور اکرم صلعم کی ذات اقدس خصوصاً حلیہ مبارک سے متعلق یہ تحریر دلچسپ ہوگی جو بطور تبرک درج ذیل ہے۔

در بیان صفت آفریدن بدن مبارک حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، خُلِقَ رَاسُہٗ مِنَ البرکۃ، آفریدہ شد سر محمد از برکت و خلق وجہہٗ من ملح نور التجلی۔

آفریدہ شد روئے محمدؐ از مشک نور تجلی وخلق عینہٗ من الحیاء

آفریدہ شد دو چشم محمدؐ از شرم وخلق انفہٗ من عنبر الجنۃ

آفریدہ شد بینی محمدؐ از عنبر بہشت وخلق اذنہٗ من العبر

آفریدہ شد دوگوش ہائے محمدؐ از عبرت وخلق شفتاہ من التسبیح

آفریدہ شد لب ہائے محمدؐ از تسبیح وخلق لسانہٗ من ذکر اللہ تعالیٰ

آفریدہ شد زبان محمدؐ از ذکر خدا تعالیٰ وخلق اسنانہ من نور اللہ تعالیٰ

آفریدہ شد دندان محمدؐ از نور خدا تعالیٰ وخلق قلبہٗ من الاخلاص

آفریدہ شد دل محمدؐ از اخلاص وخلق عضداہٗ من القوۃ

آفریدہ شد بازوہائے محمدؐ از قوت وخلق لحمہ من مسک الجنۃ

آفریدہ شد گوشت محمدؐ از مشک بہشت وخلق یدہٗ من السخاوۃ

آفریدہ شد دو دست محمدؐ از سخاوت وخلق ظہرہٗ من درر الجنۃ

آفریدہ شد پشت محمدؐ از در و گوہر بہشت وخلق صدرہٗ من یاقوت الجنۃ

آفریدہ شد سینہ محمدؐ از یاقوت بہشت وخلق امعاءہٗ من الصبر

آفریدہ شد رودہائے محمدؐ از صبر وخلق اشعارہٗ من نبات الجنۃ

آفریدہ شد موہائے محمدؐ نبات بہشت وخلق عظمہ من کافور الجنۃ

آفریدہ شد استخوان محمدؐ از کافور بہشت وخلق رجلاہ من عبادۃ

آفریدہ شد پائے ہائے محمدؐ از عبادت خدائے تعالیٰ

مزید، اس سراپائے اقدس کی اشاعت کے سلسلہ میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ میری کاوش، سعی مشکور اس وقت ہوئی جب عزیز محترم ڈاکٹر محمد قطب الدین فاروقی اس کی کتابت وطباعت کے

مراحل میں مفید مشوروں سے نوازا نیز واجب التعظیم حضرت مولانا پروفیسر محمد عبدالستار خاں صاحب قبلہ (سابق صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ) کا صمیم قلب سے شکر گذار ہوں کہ جناب محترم نے اپنی اعلیٰ علمی بصیرت سے پیش لفظ تحریر کرکے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

عبارت مختصر! اس سراپائے اقدس کی اشاعت کا مقصد آقائے نامدار محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت کو محکم بنانے سے کہیں زیادہ آپؐ کے ربط و تعلق نیز اس رحمت بے پایاں و ثواب دارین کے حصول کو استوار کرنا ہے

وما توفیقی الا باللہ

عاصی پر معاصی

عقیلؔ ہاشمیؔ

پیش لفظ

از پروفیسر محمد عبدالستار خاں صاحب

سابق صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم،

اما بعد! عزیز القدر ڈاکٹر عقیل ہاشمی شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ کے قابل قدر استاد ہیں میں انھیں اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ طالب علم کی حیثیت سے یونیورسٹی آیا کرتے تھے، یہ طبعاً منکسر المزاج، معاملہ فہم، خوش خو اور نیک کردار ہیں اس نوجوان کی پہلو دار شخصیت اسکی نہاں و پوشیدہ صلاحیتوں و استعداد کا علم اس وقت ہوا جب میں نے حیدرآباد کی علمی و ادبی محافل و مجالس نیز یونیورسٹی کے مختلف جلسوں میں انکو سنا، کیا نظم و کیا نثر یہ دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں یوں تو انکی تخلیقی قابلیات کے مظاہرے کئی انداز و طریق سے میرے سامنے آتے رہے ہیں مگر قدرت نے انکو جو مزاج شعریت عطا کیا ہے وہ کچھ انوکھا اور مابہ الامتیاز ہے مجھے یہ کہتے ہوئے ذرا برابر بھی تکلف نہیں کہ عقیل ہاشمی کی یہ صلاحیت یقیناً خدا کا عطیہ اس کا انعام ہے اور پھر شاعری کے مختلف اصناف پر دسترس رکھنے کے باوصف شاعری کی محترم و مقدس صنفت نعت گوئی سے خاص مناسبت پیدا کرلی، اور کیوں نہ ہو آل رسول سے جو ہیں حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

انکی رگ و پے میں بھری ہوئی ہے۔ مَن اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ کے مصداق رسول اکرمؐ کے محامد و محاسن کے اظہار میں جو لطف و کیف پاتے ہیں وہ چیزے دیگر ہے۔ ابتداءً انہوں نے جن اساتذہ کرام کے روبرو زانوئے ادب طے کیا وہ راسخ العقیدہ مضبوط ایمان و عمل کے حامل رہے ہیں خصوصًا حضرت مولانا حافظ و قاری الطاف حسین صاحب کامل الحدیث (جامعہ نظامیہ) و مصحح دائرۃ المعارف (عثمانیہ)، اور حضرت خواجہ عبد العلی صدیقی نقشبندی القادری صاحب مرحوم جنہیں مرشدی و مولائیؒ محدث دکن حضرت سید عبد اللہ شاہ صاحب قبلہ نقشبندی القادری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی موقع پر "شاعر دربار رسالت" کے خطاب سے افتخار بخشا تھا صدر مجلس علمائے دکن کی جانب سے "حسان دکن" اور ادارۂ قدر ادب کی جانب سے "وصاف رسول" کے خطابات دیے گئے ان حضرات کے علاوہ عقیل ہاشمی نے دیگر مشائخین عظام اور اکابر ملت سے بھی کسب استفادہ کیا ان میں مولانا شیخ احمد شطاری کامل علامہ نجم آفندی، حضرت قدر عریضی و حضرت سید معز الدین معز ملتانی القادری قابل ذکر ہیں۔

ایک مرتبہ میں نے لکھنو سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ "تعمیر حیات" میں سراپائے اقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو شمائل ترمذی سے ماخوذ تھا دوران مطالعہ یہ بات ذہن میں آئی کہ اس نثر کو نظم کا جامہ دیا جائے تو کیا رہے گا اور اس کے ساتھ ہی عقیل ہاشمی بھی یاد آگئے چنانچہ میری خواہش پر انہوں نے اس سراپائے

مقدس کو نظم کیا اور خوب کیا۔ کسی بھی نثر کو نظم کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے اہل علم ہی جانتے ہیں۔ الفاظ کا انتخاب، نظم کا آہنگ، موضوع کا مزاج و مرتبہ، خیال کا تلازمہ تسلسل و تواتر کا التزام پیرایہ بیاں، اسلوب زبان، فکر و فن کا احتساب خدا معلوم کن کن امور کی پابندی ضروری ہوگی مگر واہ صاحب! عقیق ہاشمی نے سراپائے مقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے خوبصورت انداز اور سادہ بیانی سے نظم کیا کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے، اس ضمن میں انھوں نے حدیث و سیرت کی ضروری کتابوں کا بھی مطالعہ کیا واقعہ یہ ہے کہ حضور سے مرتبت سے ان کی [یہ] والہانہ محبت اور وابستگی، ایمانی حرارت کا اثر ہوگا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے "سراپائے مقدس" سے متعلق اتنا ہی عرض کروں گا کہ حدیث کی کتابوں میں آپؐ کے "حلیہ مبارک" کے بارے میں بڑی تفصیلات آئی ہیں ترمذی شریف میں تو شمائل کے تحت مکمل "مرقع رسول" یعنی آپؐ کی شکل و شباہت لباس و طعام، نشست و برخاست، رہن سہن طریق عبادت و ریاضت طرز تکلم کردار کا قرینہ و سلیقہ سبھی کچھ مل جاتا ہے۔ یوں تو متعدد صحابہ کرام رضی نے آپؐ کی سیرت و صورت نیز شخصیت کے خاکے بیان کئے لیکن قوم خزاعہ کی اس نیک نہاد بڑھیا ام معبد نے جو لفظی پیکر بنایا ہے اس کا جواب نہیں۔ (اصل عربی کے لئے ملاحظہ زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۳۰۷)

ام معبد کے بیان کردہ اس "حلیہ اقدس" کو بیشتر کتابوں میں نقل کیا گیا ہے اغلب ہے کہ یہی ایک جامع اور مکمل حلیہ مبارک ہو کیونکہ اپنے شوہر کے استفسار پر ام معبدؔ نے اپنے قبیلہ و گھرانہ کی معیار قابلیت کا لحاظ کرتے ہوئے حسین ترین الفاظ میں ایک تصویر کھینچ دی سچ تو یہ ہے کہ ام معبد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو کوئی تعارف تھا اور نہ کسی طرح کا تعصب بلکہ جو کچھ اس نے دیکھا من و عن بیان کر دیا ـــــــ عہد قدیم سے لے کر عصر جدید تک کتنے ہی اہل دل حضرات نے اس ذات ستودہ صفات کی سیرت و کردار سے اکتساب نہ کیا ہوگا اسی طرح ڈاکٹر عقیل ہاشمی نے بھی اپنے جد اعلیٰ مرشد اعظم مُنیٔ برحق پیغمبر خاتم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عرصہ پہلے حیدرآباد میں ایک اہل قلم صاحب دانش و بینش نواب عزیز جنگ ولا نے بھی رسول مقبولؐ کا منظوم سراپا بعنوان "تصویر نور" تحریر کیا تھا جو کتابی صورت میں بھی شائع ہوا شائد اس کے بعد عقیل ہاشمی کی یہی ایک طویل نظم نظر سے گذری ہے مجھے اس نظم (مثنوی) سے متعلق کچھ کہنا ہے نہ ادبی قدر و قیمت کا تعین کرنا اور نہ ہی اسکی مذہبی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالنا ہے اسے تو میں صرف پڑھنے بار بار پڑھنے یاد کر لینے بلکہ حرز جاں بنا لینے

کا مشورہ دیتا ہوں تاکہ یہ دلکش و دل پذیر نورانی مرقع رسول نور اللہ دل و دماغ میں بس جائے روح میں گھل جائے کیونکہ یہ عین ایمان ہی نہیں باعث خیر و برکت متاع حیات توشۂ آخرت بھی ہے اپنی اس تحریر کو عقیل ہاشمی ہی کے ایک شعر پر ختم کرتا ہوں ۔

تصویر ذات ہو میں وہی منبعٔ حیات
ممدوح حق تعالیٰ ہیں وہ نور کائنات

فقط
شرح دستخط

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں
(پروفیسر سابق صدر شعبۂ عربی)
(عثمانیہ یونیورسٹی)


محمد
صلی اللہ علیہ وسلم
(موسیٰ)

مرقعِ رسول

آیاتِ پیغمبرِ نور اللہ

۱۹۶۸۸

مصباحِ نور کی ہے جھلک کائنات میں
انوارِ حسنِ ذات نہاں ہیں صفات میں

دیکھا ہے ایک نور بانداز دلبری
مثلِ بشر سمجھتے ہیں علمائے ظاہری

روزِ ازل ہی اس سے اُجالا ہوا تمام
نورِ یقیں کا فیض ہوا دو جہاں میں عام

قرباں جس پہ صنعت پروردگار ہے
آیات سے قرآں کے بھی یہ آشکار ہے

ختم رسل ہیں صاحب لولاک ہیں خلیل
مقصودِ دو جہاں ہیں وہی مظہرِ جلیل

منشائے ایزدی ہیں وہی جانِ کن فکاں
بے شک وہی ہیں سرِ حقیقت کے رازداں

لوح و قلم کے مالک و مختار ہیں حضور
دنیا و دین و خلد کے سردار ہیں حضور

تصویرِ ذات ھو ہیں وہی منبعٔ حیات
ممدوحِ حق تعالیٰ ہیں وہ نورِ کائنات

سرتاج انبیاء ہیں وہی جانِ اولیاء
تسکین اتقیاء ہیں وہی آنِ اصفیاء

ذات گرامی ان کی ہے ممتاز و مفتخر
کونین میں ہے واقعی بے مثل و معتبر

کسکی مجال وصف کرے اُن کا جو رقم
بالا ہیں عقل و فہم سے اللہ کی قسم

نازاں ہوں پھر بھی آئینہ دل یہ ہے گماں
تصویرِ حسن ذات اسی میں تو ہے نہاں

دیکھی ہے میں نے صورت آقائے دوسرا
اعزاز یہ ملا کسے لاریب مرحبا

دلکش نقوش ایسے ہیں واللہ کیا کہوں
طبعِ رسا مچلتی ہے خاموش کیوں رہوں

پاتا ہوں لطف دیکھ کے انوارِ سرمدی
حدِ ادب ہے کیسے کہوں شانِ احمدی

جرأت پہ میری مانی و بہزاد دنگ ہیں
حورانِ خلد جن و پری زاد دنگ ہیں

تقدیر سرخرو جو کرے اس غریب کو
بسم اللہ کہہ کے لکھوں شبیہہ حبیب کو

نسبت کا ہے بھرم تیری اے مظہرِ اتم
توفیقِ کردگار سے چلنے لگا قلم

آغاز اِس کا کرنے سے پہلے پڑھا دُرود
ایمان کی دلیل ہے اِیقان کا نمود

صلی علیٰ ہے خوب سراپائے مصطفیٰؐ
آئینہ جمالِ خداؑ، شانِ کبریا

جلووں سے ہو رہا ہے شمائل کا رابطہ
جاں بخش خوبیوں کا ہے بے شک یہ سلسلہ

دل میں خیالِ جسمِ مطہّر کا ہے مکیں
روشن ہے تابناک ہے بے شبہ نازنیں

لاغر نہ فربہ بدن مبارک حضورؐ کا
پیکر وہ دلربا ہے کہ آئینہ نُور کا

سیمیں بدن کہ جس پہ ہے صناع خود نثار
حد درجہ دلفریب و ملائم ہے شاندار

قامت کو دیکھ صدقے ہوا حُسنِ لازوال
قد و میانہ خوبی و رعنائی بے مثال

توحید حق کی شان مشیت کی جاں ہیں
سرکار میرے مصدر کون و مکاں ہیں

طوبیٰ خجل ہے رافت، رفعت کو دیکھ کر
شمشاد و سرو جھک گئے عظمت کو دیکھ کر

فرقِ رسول پاک کی تعریف کیا کروں
ممکن نہیں حضورؐ کی توصیف کیا کروں

سر تاج ہے طلاقت و حکمت کا ترجماں
ہے افتخارِ نورِ مجرّد کا پاسباں

گیسو کی آن سورۃ واللیل ہو گئی
تنویر جبیں کی دیکھ کے روشن سحر ہوئی

ریش و بروت و کاکل شۂ زلف عنبریں
ہیں نرم صاف اور سیاہ پیچ دلنشیں

چہرہ کتابی نور بشارت ہے جلوہ گر
ملتی نہیں مثال کوئی اور بیشتر

مرغوب و دل نشیں ہے صباحت لیے ہوئے
مشرخ سفید وصفِ ملاحت لیے ہوئے

رُخسار میں ملیح بصد نازشِ جمال
مُصحف پہ رُخ کے صدقے ہر اک صاحبِ کمال

شمس الضحیٰ کی شان ہر اک دِل میں رچ گئی
بدرُالدجیٰ کی دھوم دو عالم میں مچ گئی

روشن جو روئے پاکِ رسالت مآب ہے
لَاریب فیہ یہ بھی خُدا کی کتاب ہے

رشکِ قمر کہوں تو فصاحت ہے سرنگوں
نیّر صفت کہوں تو بلاغت ہے سرنگوں

تاباں جبینِ اطہر نالی مقام ہے
نورِ مبیں کی اس میں جھلک لاکلام ہے

ایسی کشادہ جبیں پہ دو عالم ہوئے فدا
تشبیہہ کیسے دوں کہ نہیں اس کا حوصلہ

پیوستہ ہیں خمِ ابروہیں دل نواز،
قوسین کا کھلا ہوا اہل بصر پہ راز

چشمانِ مصطفٰےؐ کا کروں وصف کیا بیاں
مازاغ کی ہے آن ہر اک سمت سے عیاں

نورافشاں مردمک ہے سیہ اسقدر حسیں
روشن نگار دیدہ ہے واللہ سرمگیں

مژگاں دراز اور ضیا پاش ہر نظر
قرباں جس پہ خلد بریں کے دُرو گہر۔

گوشِ رسولؐ پاک ہیں کس درجہ خوش نظر
وحیِ خدا کی کرتے سماعت ہیں بیشتر

لطفِ عروجِ بینی عجب سرفراز ہے
ہر سانس سے عیاں ہے کہ معجز طراز ہے۔

نقشِ دہن کے فیض کی حد ہے نہ کچھ حساب
ذوقِ سخن ہے عاجز وحیراں و لاجواب

ہے وہ شگفتہ پھول کشادہ دہن کہوں
صد حیف! دیکھ اپنی جہالت کو کیا کروں

لب ہائے قدس دیکھ کے لعل یمن خجل
جن پر فدا ہیں اہل بصیرت کے جان و دل

نازک ہیں شیریں جائے صد افتخار ہیں
معجز بیانیوں کے یہی ذمہ دار ہیں

ہموار ریخدار ہیں دندان آب دار
مرجان ہیں کہ لولوئے عمان تاب دار

قرآں کی زبانِ رسالت ہے نکتہ داں
اللہ کی زبان ہے اللہ کی زباں

کس طرح وصف چاہ زنخداں کروں عیاں
شیدا ہے جس پہ حسن، دو عالم کا بے گماں

گردن صراحی دار و شانے بھرے بھرے
سینہ فراخ رحمتِ یزداں لئے ہوئے

اللہ رے یہ علم لدنی کا اہتمام
بر وقت جو نزولِ وحی کا تھا انصرام

تحریر ہوئے پاک ہے سینے سے ناف تک
لیکن نہیں ہے اس میں کہیں بھی زحافِ فک

دیکھی بیاضِ پُشت پہ ایک مُہر درمیاں
مانندِ بیضۂ سُرخ بھی ہے ہو بہو عیاں

یہ مہر پاک خاتمِ پیغمبرانِ نبی
ظلمت زدہ جہاں کو ملی اس سے روشنی

شکمِ رسولِ سرورِ عالم کو دیکھئے
صبر و رضا کے پیکرِ اعظم کو دیکھئے
فاقوں سے تھے شکم پہ جو پتھر بندھے ہوئے
بے شبہ انکو دیکھا ہے اکثر بندھے ہوئے

ٹپکا کمر سے انکے لکتا ہے بے گماں.
کسطرح ایسے نورِ مجسّم کا ہو بیاں

بازو کی زیب و زینت عالی کا ہے سخن
دیکھا ہے ہم نے اور نہ سُنا ایسا بانکپن

دونوں کلائیاں ہیں عزیز اور دلربا
صد مرحبا کہوں انھیں لاریب بے بہا

نُورانی انگلیاں ہیں سُبک اور دراز بھی
ہے ردِ شمس و شق قمر کا راز بھی

واضح کروں میں پنجۂ اقدس کی حکمتیں
واللہ اس میں لوح و قلم کی ہیں قدرتیں

زانو کا میں خیال کروں ناز آفریں
ساقِ نبیؐ ہے سیمیں کہ واللہ مہ جبیں

مضبوط ایڑیاں ہیں تناؤں میں کسقدر
تلوے ذرا سے خالی مگر ہیں وہ خوش نظر

نقش قدم پاک پہ عظمت ہے سرنگوں
ہر اک فراز و اوج کی رفعت مگر زبوں

یہ روبرو جو میرے سراپا ہے نور کا
نقشہ نظر میں آیا تجلیٔ طور کا

ظلِ رسولؐ کو نہ دیکھا کہیں عیاں
بے سائگی کو سمجھا میں کچھ اور مہرباں

بے شک یہی ہے بات کہوں کیوں نہ برملا
انوارِ ذاتِ پاک کا سایہ کہاں بھلا

دیکھا ہے غور سے جو لباس رسول کو
فہم اور خرد کو آ گیا اور اصول کو

اس درجہ سادگی کا نہ دیکھا رہن سہن
پاکیزہ اور نفیس، مثالی ہے پیرہن

سر پہ سیہ عمامہ کبھی تھا کبھی سفید
تہمد ہو یا قمیص، عبا ایک تھی سفید

کملی ہے صوف کی کبھی دوشِ حضورؐ پر
ہوتی قبائے خاص کبھی جسمِ نور پر

چادر وہ زعفرانی ملی جس کو رفعتیں

بردِ یمانی کو بھی ملیں اُن سے عظمتیں

خوشبو پسند خاطرِ خیرالانامؐ ہے

واللہ اس کا رہتا بڑا التزام ہے

آواز قدس صاف کھنک دار دل نشیں

یہ شانِ گفتگو نظر آئی نہ پھر کہیں

وقتِ کلام جملوں میں ٹھہراؤ کی ادا

محوِ قراءت جیسے ہوں سرکارؐ با خدا

ہے اختصار و جامع کلموں کی شگفتگی

کتنی حسین رس بھری بھرپور نغمگی

اندازِ غور و فکر و تواضع بھی خوب تر

اک تمکنت وقار تبسم میں جلوہ گر

نرمی شگفتگی وہ ملاقات میں پہل

ایسا سکوت جیسے ہو قرآن برمحل

چھوٹوں کا ہے خیال بڑوں پر شفیق ہیں
ایثار اور عزم جواں کے رفیق ہیں

رفتار میں ہے چستی تو ہے عزم گام میں
آگے کو سر جھکاتے اسی اہتمام میں

دائم نگاہ نیچی ہی رکھنا شعار ہے
دونوں جہاں کا قبضے میں گو اقتدار ہے

اخلاق، پاسِ عہد ہے، اپنے ہوں یا کہ غیر
مداحی، عیب جوئی تصنع غلو سے بیر

حسنِ سلوک اور مساوات کا، چلن
ضبط و تحمل اور دیانت بحُسنِ ظن

یہ حلم و انکسار طبیعت کی سر خوشی
ہر اک معاملت میں صداقت کی برتری

نفرت ہو غیض و غیبت و تضحیک ہو جہاں
رحم و کرم کا اپنے دیا درس بھی وہاں

احسان و عدل، صاحب بذل و نوال بھی
سائل کو بخشتے ہیں جو قبل سوال بھی
مفلس کے خستہ حال کے ملجا یہی تو ہیں
مظلوم، بے سہاروں کے ماویٰ یہی تو ہیں
خاطی کے حق میں موجب الطاف اُنکی ذات
عاصی کے واسطے ہیں وہی باعث نجات
مہماں نواز ہیں وہ خطا پوش، مہربان
جود و سخا میں اُن کا ہے ثانی کوئی کہاں
مجلس میں بیٹھتے نہ نمایاں مقام پر
مصروف خود بھی رہتے کسی انتظام پر
عیش و طرب سے دُور قناعت پسند ہیں
اُمت کے سلسلے میں سدا فکر مند ہیں
صادق امین اور شجاعت میں مقتدر
انسانیت کے واسطے تا حشر، راہبر

ان جہاں میں شہرہ خُلقِ عظیم ہے
دشمن کو عفو کرنا ادائے کریم ہے

صد شکر والامتنان و مسرّت کا ہے عروج
بے شک عقیلؔ یہ تو فضیلت کا ہے عروج

ورنہ لکھوں میں کسطرح وصفِ حضورؐ کو
یعنی کہ حسنِ عزّ و جل کے ظہور کو

سچ ہے یہی نہیں کوئی ایسی شان کا بشر
بعد از خدا بزرگ ہے توئی قصہ مختصر

عقیلؔ ہاشمی

سرفراز منزل ۴-۱۸-۱۰۸۰۷-۵-۳
کنگ کوٹھی حیدرآباد
۵۰۰۰۲۹ اے پی

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

نبیؐ ہمارے خدا کے پیارے، سلام لیجئے سلام لیجئے
ہیں در پہ حاضر غلام سارے، سلام لیجئے سلام لیجئے

تم ہی ہو شمس الضحیٰ محمدؐ، تم ہی ہو بدر الدجیٰ محمدؐ
تم ہی ہو نور الہدیٰ محمدؐ، تم ہی ہو حق کی ضیا محمدؐ
ہو انبیاؑ کے تم ہی دلارے، سلام لیجئے سلام لیجئے

تم ہی ہو ہم بیکسوں کے آقا، تم ہی ہو ہم عاصیوں کے مولا
تم ہی ہو ہم غمزدوں کے ماویٰ، تم ہی ہو ہم آثموں کے ملجا
گناہگاروں کے ہو سہارے، سلام لیجئے سلام لیجئے

نوید عیسیٰؑ وہ حق کے دلبر، خلیلؑ کی ہو دعا پیمبر
وہ رحمت کل شفیع محشر، رسول اکرم نبی آخر
یہ فرش اور عرش ہیں تمہارے، سلام لیجئے سلام لیجئے

تمہارے جلووں کی گفتگو ہے نظر میں تصویر ذات ہو ہے۔
اسی میں پنہاں یہ آبرو ہے، دل حزیں کی بھی آرزو ہے
نظر میں طیبہ کے ہوں نظارے سلام لیجئے سلام لیجئے

زمیں سے تا عرش یہ رسائی کہ دنگ ہے آج تک خدائی
عروج الفت کی ہے دہائی، خدا سے قربت و یکجائی
گواہی دیتے ہیں چاند تارے سلام لیجئے سلام لیجئے

عجب ہے معراج کی یہ رفعت، ہے جبرئیل کی بھی معیت
بیاں ہو کیسے تمہاری عظمت، کہ حق تعالیٰ نے کی ہے مدحت
عیاں ہیں قرآں میں وصف سارے سلام لیجئے سلام لیجئے

تم ہی ہو صدق و صفا کے مظہر، سراپا جو دو سخا کے پیکر
خدارا نظر کرم ہو دیگر!! دعا یہی ہے ہمارے لب پر
یہ کہتے تقدیر کے ہیں مارے سلام لیجئے سلام لیجئے

ہے ذرہ ذرہ جو نور افگن نگار محفل بہار گلشن
تم ہی پہ صدقے ہیں علم اور فن، متاع ایماں و جان او رتن

ہر ایک شئے سے تم ہی ہو پیارے سلام لیجئے سلام لیجئے

تم ہی ہو داتا اور ہم سوالی یہی ہے چوکھٹ جو دیکھی بھالی
کرم انوکھا عطا نرالی نہ لوٹا کوئی بھی ہاتھ خالی
دلادو حسنینؑ کے اتارے سلام لیجئے سلام لیجئے

تمہارے ہیں امتی جو شاہا نہیں وہ برگشتہ حق سے مولا
خوشا نصیبوں ملا وسیلہ سروں پہ بے سائے کا ہے سایہ
تڑپتے دل سے پکاریں سارے سلام لیجئے سلام لیجئے

تمہارے در پہ جو ہو رسائی نصیب جاگیں ملے خدائی
قسم خدا کی یہ جبہ سائی ہے عمر بھر کی یہی کمائی
یہی تو کہتے ہیں آج سارے سلام لیجئے سلام لیجئے

سکون دن کو نہ چین شب کو ہے وسیلہ پکاریں رب کو
ہے کیا عجم اور کیا عرب کو ملیگا فیض دوام سب کو
ہیں بہتے رحم و کرم کے دھارے سلام لیجئے سلام لیجئے

اے فخر آدم ظہور ریز داں شعور ہستی بزم امکاں
اے صاحب خلق نور عرفاں وجود اقدس فضل رحماں

تم ہی سے حق نے جہاں سنوارے سلام لیجے سلام لیجے

جو ذکر خیر الانام آیا درود آیا سلام آیا
کرم سے حق کے پیام آیا پکاروں آقا غلام آیا

نمایاں رحمت کے ہیں اشارے سلام لیجے سلام لیجے

عقیل مجھ کو ہے ان سے نسبت جو خالق کن کی ہیں مشیت
ہوا جو وابستہ پائی عزت یہ دین و دنیا کی ہے فضیلت

بھرم ہے اس کا کہ ہیں سہارے سلام لیجے سلام لیجے

عقیل ہاشمی

اعجاز پریس

کتابت: سید موسیٰ ہاشمی (بی ایس سی عثمانیہ)

ادیم طائفی نعلین پَاکن
شراک از رشتہ جاں ہائے ماکن

نام : ــــــــ ایس۔ایچ۔حسین

قلمی نام : ــــــــ عقیل ہاشمی

پیدائش : ــــــــ حیدرآباد، آندھرا پردیش

تعلیم : ــــــــ ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی (عثمانیہ)

ملازمت : ــــــــ ریڈر، شعبۂ اردو، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

سکونت : ــــــــ ۴۴|۱۸/۷۸۰-۵-۳ کنگ کوٹھی، حیدرآباد ۵۰۰۰۲۹ (اے پی)

تصانیف : ــــــــ

(۱) موجِ نظر (رباعیات کا مجموعہ) انعام یافتہ اردو اکیڈیمی آندھرا پردیش سنہ ۱۹۷۶ء

(۲) ظہورِ قدسی (مثنوی بہ سلسلۂ میلاد النبیؐ) سنہ ۱۹۷۷ء

(۳) پہلی خکا : (مثنوی، سنسکرت سے ماخوذ) ۱۹۷۹ء

(۴) حضرت ولی : (حیات اور کارنامے) ۱۹۸۲ء

(۵) فرازنو : (شعری انتخاب انعام یافتہ اردو اکیڈیمی آندھرا پردیش) ۱۹۸۲ء

(۶) کلیاتِ ایجاد حیدرآبادی (زیر ترتیب)

(۷) دیپک پتنگ کی تنقیدی تدوین (زیر طبع)

(۸) بیاضِ نور (نعتیہ مجموعہ) (زیر طبع)